ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

جمعیت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: حافظ عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 25 صفر 1433ھ 20 تا 26 جنوری 12ء | شمارہ 3 | فون 7656730 فیکس 7659847

قرآنِ مجید

قرآن مجید ''لاریب'' کتاب اور اللہ ذوالجلال کا کلام ہے، قرآن اللہ کا نور ہے۔ قرآن حق کی حیات اور باطل کی موت ہے۔ قرآن مجید فضیلت واہمیت، حکمت وموعظت نیز ہر لحاظ سے اعلیٰ اور دانائی وپارسائی کا وہ عظیم سرچشمہ ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر محمد عربی ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ قرآن حکیم ہی دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس نے انسان کے افکار ونظریات، اس کی طریقہ زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا ہے کہ دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

قرآن بلاتفریق رنگ ونسل، قوم وخطے، مذہب وملت کے ہر انسان کی اہمیت اور شخصی آزادی ووقار کا تحفظ کرتا ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی وہ لافانی کتاب ہے جو ہر دور میں پوری نوع انسانیت کے لیے منبع وسرچشمہ ہدایت، سب سے بڑی روحانی طاقت اور زندگی گزارنے کے لیے مکمل دستور وضابطہ حیات رہی اور قیامت تک آنے والا ہر انسان صرف کلام رب ذوالجلال سے ہی رشد وہدایت حاصل کر کے دنیا وآخرت کی خیر وبھلائیاں حاصل کر سکتا ہے۔

قرآن کریم نہ صرف ایک زندہ ومسلسل معجزہ ہے بلکہ یہ کتاب حیات اور کتابِ انقلاب ہے۔ یہ لوگوں کے قلوب واذہان کو پستی سے نکال کر ان کو رفعتوں کے عروج ثریا تک پہنچانے والی ہے۔ یہی وہ کتاب مبین ہے جو عقائد کی درستگی، اخلاق حسنہ، تزکیہ نفس، عبادات، معاشرت، معیشت، سیاست تہذیب وتمدن، عدالت، قانون الغرض حیات انسانی کے ہر ہر پہلو پر ایک نہایت مربوط ضابطہ حیات بیان کرتی ہے۔

خلافت راشدہ کا تصور ذہن میں لائیں تو امن وخوشحالی اور پُرسکون معاشرتی زندگی کا عجیب منظر دکھائی دیتا ہے۔ خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھوں میں زکوٰۃ لیے پھرتے تھے لیکن کوئی لینے والا نہ تھا، قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج ان کے قدموں میں تھے۔ حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق زیورات سے لدی عورت مکہ سے صنعاء تک اکیلی جاتی تھی اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ تھا۔

نوٹ:

عالم اسلام کے حکمران ودیگر راہنما جان لیں قرآن وسنت کے تحفظ میں ہی امن ہے۔ جبکہ قرآن وسنت پر عمل نہ کرنا دنیا میں بدنظمی اور کشت خون کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ تاریخ شاہد ہے جنہوں نے قرآن مجید پر عمل کرنے کی بجائے اس کی توہین وتکذیب کی، تباہی وبربادی ان کا مقدر بنی۔ آج ہماری تمام تر بدبختیوں کا بنیادی واصل سبب قرآن وسنت سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ اللہ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

منافق کی نشانیاں!

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا اتمن خان واذا وعد اخلف ۔ [متفق علیہ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

ایمان اور کفر کے درمیانی کیفیت نفاق کہلاتی ہے اور اپنے دل میں نفاق رکھنے والے کو منافق کہتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے منافق کی نشانیاں بتلا کر امت مسلمہ کو منافق کی شر سے بچنے سے آگاہ فرمایا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں تین علامات بیان کی گئی ہیں جبکہ دوسری حدیث میں چوتھی کا بھی ذکر ہے کہ جب وہ کسی سے جھگڑتا ہے تو بے ہودہ گفتگو کرتا ہے منافق کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ وہ بہار پر آئی ہوئی بکری کی طرح ادھر ادھر پھرتا ہے ہر فریق کے پاس جا کر اس کے مطلب کی بات کرتا ہے اس لیے کہ جھوٹ بولنا تو منافق کی خصلت ہے۔"

منافق جو باہر سے گفتگو کرتا ہے اندر سے ویسا نہیں ہوتا۔ منافقت کی خصوصی علامات یہ ہیں کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے اور وعدہ خلافی اس کی عادت ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان سے کوئی اور برائی تو سرزد ہو سکتی ہے لیکن وہ جھوٹ کو اختیار نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف انداز میں جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں سما نہیں سکتیں اسی طرح مسلمان اور جھوٹ اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ امانت داری بہت عمدہ خصلت ہے اس عادت کی بنا پر انسان کا وقار بلند ہوتا ہے اپنا پرایا ہر کوئی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے امانت داری اسی بات کا نام ہے، جب امانت رکھنے والا اپنی چیز کا مطالبہ کرے اسے فوری طور پر لوٹا دے تاخیری حربے اختیار کرنا بھی خیانت ہے۔ امانت صرف مال یا کوئی چیز ہی نہیں بلکہ مجلس میں ہونے والی بات بھی امانت ہوتی ہے اسی طرح وعدہ پورا کرنا بھی ایماندار ہونے کی علامت ہے اور وعدہ خلافی کرنے والا منافق ہے، وعدہ کر کے اسے نبھانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے تاکہ انسان کی عزت میں کمی نہ آنے پائے۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا کہ کہیں یہ منافقانہ علامتیں ہمارے اندر موجود تو نہیں؟ اگر ہیں تو ابھی وقت ہے اللہ تعالیٰ سے رو کر، گڑگڑا کر، اس کو راضی کر لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آ جائے کہ ہم منافقانہ روش اختیار کیے ہوں؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

☆............☆............☆

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 3
25 صفر ☆ 1433ھ
20 جنوری ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ: وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 7
قبر پرستی دنیا میں کیونکر پھیلی؟ 8
دارالحدیث راجووال کا سفر 11
انسان اور اسلام 14
آؤ بہادر بنیں! 15

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

صدر زرداری اور یوسف رضا گیلانی امین نہیں انہوں نے اپنے حلف کی سنگین خلاف ورزی کی ہے۔ سپریم کورٹ

ایک ہی موضوع پر ہر شمارے میں لکھتے لکھتے اور پڑھتے پڑھتے لکھنے والا بھی اور پڑھنے والا بھی اُکتا جاتا ہے۔ قومی اور بین الاقوامی بے شمار ایسے مسائل ہیں جن پر قلم اٹھانے کو دل چاہتا ہے لیکن موجودہ حکومت ہے کہ ہر روز نئے گل کھلانے پر لگی ہوئی ہے یا یوں کہیے کہ ہر روز ان کی سیاہ کاریاں طشت ازبام ہو رہی ہیں۔ سپریم کورٹ کے جس بنچ نے این آر او کے فیصلے پر عملدرآمد کا جائزہ لینا تھا اس کا فیصلہ آچکا ہے۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت نے پاکستان کے صدر اور وزیراعظم دونوں کو حلف کی سنگین خلاف ورزی پر اور دیگر ان کی سرگرمیوں کی بنا پر قرار دیا ہے کہ یہ دونوں امین نہیں ہیں۔

پاکستان کے علاوہ دنیا کا کوئی بھی ملک ہوتا تو فوری طور پر دونوں اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جاتے لیکن یہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، اس کی بے شمار خوبیوں میں سے یہ خوبی بھی ہے کہ عزت آنے جانے والی چیز ہے، بندے کو ڈھیٹ ہونا چاہیے۔ ادھر میموگیٹ سکینڈل جوان کے گلے کا پھندا بن چکا ہے دن رات اسے کاغذ کا ایک ردی ٹکڑا کی گردان جاری ہے، جس آدمی سے اپنے وطن سے غداری کا کام بڑی رازداری سے لینا تھا، امریکہ بہادر کی مدد سے آرمی چیف اور ڈی جی آئی ایس آئی کو نکالنا تھا، پاکستان کا جوہری پروگرام مکمل امریکہ کی دسترس میں دینا تھا، امریکہ کی مکمل غلامی کا طوق گلے میں پہن کر اگلے الیکشن بھی جیتنے تھے اس کو کم از کم اس کی طے شدہ اجرت تو بروقت ادا کر دیتے، پوری قوم کو دھوکا دیتے دیتے تم نے بے ایمانی کے کام میں بھی دھوکہ شروع کر دیا، اس کی طے شدہ رقم اسے نہ ملی تو اس نے تمہاری غداری کی مٹی کی ہنڈیا چوراہے میں پھوڑ دی۔ اب اخبارات میں کالم لکھوائے جا رہے ہیں کہ منصور اعجاز پاکستان کا دشمن ہے، اس نے پہلے بھی اخبارات میں آئی ایس آئی کے خلاف لکھا۔ اس نے بینظیر کی حکومت کو ختم کرانے میں بھی کردار ادا کیا۔ جناب والا! کون پاکستانی اسے پاکستان کی محبت کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے، پاکستانی قوم تو اسے جانتی بھی نہیں تھی اور نہ ہی وہ پاکستان کی محبت کا دعویدار ہے، اگر وہ پاکستان یا افواج پاکستان سے دشمنی رکھتا ہے تو قوم کو اس سے کیا لینا دینا یہ تو آپ بتائیں کہ افواج پاکستان کے دشمن پاکستان کے دشمن سے آپ کی دوستی کیسے؟

اب آپ اس غدار پاکستان کی کڑیاں بینظیر صاحبہ مرحومہ سے بھی ملا رہے ہیں۔ بقول رحمٰن ملک بینظیر اسے قابل بھروسہ نہیں سمجھتی تھیں، آپ کی طرح بینظیر نے بھی کوئی اس سے ڈیل کی ہوگی اور مطلوبہ نتائج نہ ملنے پر ہی وہ قابل اعتماد نہ ٹھہرا، حکومت کے شرمناک حد تک وفادار کالم نگاروں سے

گذارش ہے کہ قوم کو اتنا بھی اندھا اور بہرا، بے بصیرت اور بے بصارت نہ سمجھیں اگر وہ کاغذ کا ردی پرزہ ہے تو آیئے چمک دار گلیزری پیپر کے ساتھ اس ردی کاغذ کا مقابلہ کریں اسے غلط ثابت کریں، آنے دیں منصور اعجاز کو سپریم کورٹ کے بنائے ہوئے اس کمشن کے سامنے اس کے پیش کردہ ثبوت دیکھیں۔ اس پر جرح کریں آپ کے نامی گرامی وکلاء کس مرض کی دوا ہیں، جن کی بھاری بھرکم فیسیں قومی خزانے سے ادا کی جارہی ہیں۔ وکالت ہو زرداری، گیلانی کی اور فیس ادا کرے قوم، یہ عجیب منطق ہے۔ جن سے غداری کی جارہی ہے آپ کی وکالت کی فیس بھی وہی ادا کریں اور فیسیں بھی کتنی؟ بابر اعوان کو کوئی اپنے مقدمے کی پیروی کے لیے چند ہزار دینے کو تیار نہیں اسے ایک ایک مقدمے میں قومی خزانے سے کروڑوں روپے کی ادائیگی اور مقدمات کوئی قومی نہیں بلکہ زرداری، گیلانی کے خلاف ذاتی ہیں؟ کسی بھی ملک کے وزیراعظم کی زبان سے کوئی لفظ ادا ہوتا ہے تو میڈیا اسے پوری دنیا کو سنا دیتا ہے اس لیے کسی بھی ملک کا وزیراعظم (سوائے پاکستان کے) بہت سوچ سمجھ کر زبان کھولتا ہے لیکن ہمارے صدر اور وزیراعظم کو تو ہر معاملے میں استثناء حاصل ہے۔ میمو کیس میں آرمی چیف اور ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی نے اپنا بیان سپریم کورٹ میں داخل کرایا تو وزیراعظم صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے آئین کے مطابق درست کیا ہے۔ پورے 25 دن بعد وزیراعظم کو انکشاف ہوا کہ یہ تو آئین کی صریح خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اب جناب زبان فیض ترجمان جو کھلی تو ریاست کے اندر ریاست نہیں بنانے دیں گے، فوج ہمارے ماتحت ہے وغیرہ وغیرہ۔ اول فول جو منہ سے نکلا نکالتے چلے گئے جب کیانی صاحب نے پوچھا حضور جلال میں کیا فرما گئے؟ تو کہنے لگے نہیں وہ تو ذرا سیکرٹری دفاع کے بارے میں کہا تھا، آپ کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا۔ ادھر جب کیانی صاحب انتہائی حساس اور نازک موضوع پر معاملہ طے کرنے کے لیے چین کیونکہ ایبٹ آباد آپریشن میں امریکہ نے ہمارا راڈار سسٹم جام کر دیا تھا، ہمیں ایسی ٹیکنالوجی چاہیے تھی کہ امریکہ جیسا دشمن ہمارے راڈار سسٹم کو ناکارہ نہ بنا سکے، امریکہ کو بھلا یہ بات کیسے گوارا تھی؟ وزیراعظم نے فوراً کیانی صاحب اور ڈی جی آئی ایس آئی کے خلاف چارج شیٹ جاری کر دی کہ انہوں نے سپریم کورٹ میں بیان داخل کر کے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ انٹرویو چین کے اخبار کو دیا تاکہ حکومت چین کو معلوم ہو جائے کہ حکومت کی نیت کیانی صاحب کو نکالنے کی ہے اور جو آرمی چیف کسی بھی وقت برخاست ہونے والا ہے اس کے ساتھ اتنا اہم معاملہ کیسے طے ہو سکتا ہے؟ امریکہ نے چین میں آرمی چیف کے دورے کو ناکام کرنے کے لیے اپنی کٹھ پتلی کو کیسے استعمال کیا؟ ''شرم تم کو مگر آتی نہیں'' ادھر اپنی اتحادی جماعتوں کو جمع کر کے پارلیمنٹ کے پلیٹ فارم کو استعمال کر کے فوج اور عدلیہ کے خلاف آخری مورچہ لگانے کا فیصلہ کیا، جسے اکثر شہروں کی دیواروں پر عطائی حکیموں کے اشتہارات ہوتے ہیں ''مایوس مریضوں کی آخری علاج گاہ'' صدر اور وزیراعظم نے بھی اپنی آخری علاج گاہ پارلیمنٹ کو بنانے کی کوشش کی لیکن اتحادی جماعتوں نے اور خود ان کی اپنی پارٹی کے بالغ نظر افراد نے اس بھونڈی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ انہوں نے قرارداد سے صدر، وزیراعظم، فوج، عدلیہ جیسے وہ تمام نام نکلوا دیے جن کے ذریعے اپنے آپ کو تحفظ اور فوج اور عدلیہ کو زیر کرنے کا پروگرام تھا۔ اب پارلیمنٹ میں قرارداد کیا آئی ہے کہ جمہوریت کو مضبوط بنایا جائے، ادارے اپنی اپنی حدود میں کام کریں۔

جناب نواز شریف صاحب نے اس قرارداد میں پانچ ترامیم تجویز کی ہیں جن میں عدلیہ کے فیصلوں پر عملدرآمد حکومت کی ناکام پالیسیوں کی بدولت ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا گیا ہے۔ اس لیے فوری انتخابات، غیر جانبدار عبوری حکومت اور انتخابی عمل کی شفافیت، بلاشبہ اکثریت کے بل بوتے پر نواز شریف کی ترامیم کو ختم کرا دیا جائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پارلیمنٹ اگر ایک قرارداد پاس کرتی ہے کہ ملک میں جمہوریت کو مضبوط ہونا چاہیے تو کیا زرداری صاحب کو سرٹیفکیٹ مل جائے گا کہ وہ حسین حقانی اور منصور اعجاز سے مل کر پاکستان کی تباہی و بربادی کے منصوبے بنائیں؟ کرپشن کی آخری حدیں پھلانگ جائیں؟ صدر مملکت آئین کے مطابق جو سیاسی عمل سے الگ ہو جاتا ہے وہ اپنی پارٹی کی چیئرمین شپ بھی برقرار رکھے اور ایوان صدر کو اپنی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بنائے؟ اپنی بیوی کی قبر پر کھڑے ہو کر ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کے عزت مآب چیف جسٹس کو یوں للکارا جیسے اکھاڑے میں ایک پہلوان اپنے مدمقابل کو للکارتا ہے؟ جناب والا! یہ قرارداد آپ کے کرتوتوں کو کوئی تحفظ نہیں دے سکتی اور یہ جو نیچے سے اوپر تک ہی ایک سر تال چل رہی ہے، ہماری حکومت کو چلنے نہیں دیا جارہا؟ ہمارے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں؟ ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، قوم یہ سن کر تنگ آچکی ہے کہ عدالتی فیصلوں کی مسلسل توہین تم کرو، کسی بھی فیصلے پر عملدرآمد نہیں اور بھونپو ہر وقت ہم عدالتی فیصلوں پر عمل کریں گے کی رٹ لگائے ہوئے ادارے کہاں تم تو ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہو اور مسلسل شور کہ ادارے اپنی حدود میں رہ کر کام کریں۔ سپریم کورٹ نے اپنے چھ آپشنز میں ابھی بھی آپ کے لیے چھٹا آپشن رکھ دیا ہے کہ فوری طور پر عوام سے رجوع کریں یعنی نئے انتخابات کا اعلان کریں کوئی عبوری ڈھانچہ تشکیل دے کر نکل جائیں، اگرچہ قوم نے سپریم کورٹ کے اس آپشن کو پسند نہیں کیا لیکن عوام اپنی سپریم کورٹ کے فیصلوں کا احترام کرتی ہے، آپ کے لیے باہر جانے کا راستہ کھول کر ملک کی اعلیٰ ترین عدالت نے آپ کو آزادی سے نکل جانے کا ایک موقع دے دیا ہے اگر یہ دروازہ آپ نے اپنے لیے خود بند کر لیا تو یقین رکھیں بقیہ تمام دروازے جیل کی سنگلاخ دیواروں کی طرف کھلتے ہیں اور اس کے بعد تو آپ کو بھی اپنے تابوت نظر آئیں گے۔ یاد رکھیں سندھ کارڈ کی رٹ لگا کر آپ نے سندھیوں کو بھی غضبناک کر لیا اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ ہمیں ٹشو پیپر بنایا جارہا ہے لہٰذا اس دفعہ سندھ کارڈ بھی آپ کے کام نہیں آسکے گا۔

الاستفتاء

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ

قبر پر قرآن مجید پڑھنا

سوال: کیا مزار پر نذر و نیاز چڑھانا اور قبر پر قرآن مجید پڑھنا جائز یا نہیں؟

سائل: تنظیم حسن طور

الجواب بعون الوہاب: نذر و نیاز قبر پر چڑھانا اور اس کا کھانا حرام ہے، خواہ میوہ ہو یا کوئی اور شے۔ قرآن مجید میں ہے: ''وما اھل بہ لغیر اللہ'' جو غیر اللہ کی تعظیم کے لیے نامزد کی جائے وہ حرام ہے، قبر پر قرآن مجید پڑھنا۔

رہا قبر پر قرآن مجید پڑھنا سو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: ایک یہ کہ جیسے آج کل رواج ہے کہ قبر پر مجاور بن کر پڑھتے ہیں۔ نیز سال کے بعد عُرس کرتے ہیں۔ دور دراز سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اور حدیث میں ہے: من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ (بخاری)

''جو شخص ہمارے دین میں نئی بات پیدا کرے جو اس سے نہیں وہ مردود ہے''

دوسری صورت: یہ ہے کہ کوئی خاص طریقہ مقرر نہ کرے، بلکہ جب اتفاق ہو پڑے عام طور پر قبروں کی زیارت کرے اور اس وقت قرآن مجید کی کوئی سورت پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخش دے۔ اس میں اختلاف ہے۔ امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ اس کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس کے قائل نہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں بحوالہ شرح الصدور سیوطیؒ نے لکھا ہے: اختلف فی وصول ثواب القرآن للمیت فجمھور السلف والائمۃ الثلاثۃ علی الوصول وخالف فی ذالک الشافعی'' (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۸۲) یعنی میت کو قرآن مجید کا ثواب پہنچنے میں اختلاف ہے۔ جمہور سلف اور تین امام پہنچنے کے قائل ہیں اور ہمارے امام شافعیؒ اس کے قائل نہیں۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے: اختلف العلماء فی العبادات البدنیۃ کالصوم والصلوۃ وقراءۃ القرآن والذکر فذھب ابو حنیفۃ وجمھور السلف الی وصولھا والمشھور من مذھب الشافعی ومالک عدم وصولھا۔ یعنی عبادات بدنیہ کے ثواب پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ اور جمہور سلف کے ہاں پہنچتا ہے اور امام مالکؒ کے مذہب میں پہنچنا مشہور ہے۔ ان عبارتوں میں امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور جمہور کا مذہب ثواب کا پہنچنا بتلایا ہے، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب نہ پہنچنا بتایا ہے اور امام مالکؒ کے دو قول نقل کیے ہیں۔ پہلی عبارت میں پہنچنے کا ذکر کیا ہے۔ دوسری میں نہ پہنچنے کا، امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے موافق بعض احادیث بھی آئی ہیں۔

اول حدیث: ابومحمد سمرقندیؒ نے فضائل قل ھو اللہ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ جو شخص قبروں کے پاس سے گزرے اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے، تو مردوں کی گنتی کے برابر اس کو ثواب دیا جائے گا۔

دوم حدیث: ابوالقاسم سعد بن زنجانیؒ نے اپنے فوائد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں جائے۔ پھر سورۃ فاتحہ قل ھو اللہ احد اور الھاکم التکاثر پڑھ کر کہے کہ یا اللہ! میں نے جو تیرا کلام پڑھا ہے، اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن اور مسلمان مردوں کو بخش دیا، تو وہ مردے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی شفارش کریں گے۔

سوم حدیث: عبدالعزیز خلالؒ کے شاگرد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو، اس کے بعد سورۃ یٰسین پڑھے، تو اللہ تعالیٰ مردوں پر تخفیف کرتا ہے اور مردوں کی تعداد کے برابر اس کو نیکیاں ملتی ہیں۔

چہارم حدیث: قرطبیؒ نے اپنے تذکرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ جب کوئی مومن آیت الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے، تو اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی ہر قبر میں نور داخل کرتا ہے اور ان کی خواب گاہ کو وسیع کرتا ہے اور پڑھنے والے کو ساٹھ نبی کا ثواب دیتا ہے۔ اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے۔

پنجم حدیث: دارقطنی میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کی زندگی میں نیکی کیا کرتا تھا۔ ان کے مرنے کے بعد ان سے کس طرح نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مرنے کے بعد یہ نیکی

ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے واسطے بھی نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ ان کے لیے بھی روزہ رکھ۔

تبصرہ: پہلی چار حدیثوں میں قرآن مجید کے ثواب پہنچنے کا ذکر ہے اور پانچویں میں دیگر بدنی عبادات (نماز، روزہ) کے ثواب پہنچنے کا بیان ہے۔ بعض اور روایات بھی آئی ہیں، مگر سب ضعیف ہیں، صحیح کوئی نہیں ہے۔ امام نوویؒ نے کتاب الاذکار میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد مروزیؒ نے کہا ہے: میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا ہے، فرماتے تھے: جب تم لوگ قبرستان میں جاؤ، تو سورۃ فاتحہ قل اعوذ برب الفلق. قل اعوذ برب الناس اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور اس کا ثواب مردوں کو بخشو، مردوں کو ثواب پہنچے گا امام سیوطیؒ نے قراءت قرآن کی روایتیں ذکر کر کے لکھا ہے، اگرچہ یہ ضعیف ہیں، لیکن ان کا مجموعہ بتاتا ہے کہ ان کی کچھ اصل ہے۔ امام سیوطی نے ان کے مجموعہ پر حسن یا صحیح ہونے کا حکم اس لیے نہیں لگایا کہ ان میں ضعف زیادہ ہے، اگر ضعف تھوڑا ہوتا تو مجموعہ مل کر حسن یا صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتا۔ خیر ان پر عمل سے روکا نہیں جاتا، خاص کر جبکہ امام بھی اس طرف گئے ہیں، چنانچہ اوپر امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ سے نقل ہو چکا ہے۔

مشکوٰۃ میں حدیث ہے: اس میں دفن کے وقت سر کی طرف شروع آیات سورۃ بقرہ اور پاؤں کی طرف اخیر آیات بقرہ کی پڑھنے کا ذکر آیا ہے اگرچہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ مگر مذکورہ بالا روایات کی مؤید ہے، بہر صورت عمل میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ فضائل اعمال میں ضعیف بھی معتبر ہے۔ مگر عمل کا کوئی طریق اپنی طرف سے مقرر نہ کرنا چاہیے۔ جیسے آج کل مروج ہے کہ قبروں پر مجاور بن کر یا گھروں میں یا مسجدوں میں حلقے باندھ کر پیسوں یا بغیر پیسوں کے پڑھا جاتا ہے، اس کا ثبوت نہیں۔ خاص کر پیسے لے کر ختم کرنا اور اس کا ثواب پہنچانا، یہ کسی کا مذہب نہیں، بلکہ یہ پیٹ کے بندوں کا اختراع ہے۔ نہیں تو دوسرے کو اس سے کیا فائدہ؟ بلکہ اس طرح پیسے لینے دینے گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمدؒ نے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے پناہ مانگی ہے۔ جو تراویح میں پیسے لے کر سناتا ہے اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوتی اور عبداللہ بن مبارکؒ سے بھی اس کے قریب مروی ہے۔ (ملاحظہ ہو: قیام اللیل ص ۱۰۳)

غرض مروجہ طریق ایصال ثواب کا طریق نہیں، ایصال ثواب کی اگر کوئی صورت ہو سکتی ہے، تو صرف وہی ہو سکتی ہے، جس کا ذکر بعض روایات میں آیا ہے۔ جیسے اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

☆..........☆..........☆

بقیہ: انسان اور اسلام

جو لوگ ان صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتے، ان کے بارے میں فرمایا کہ چوپاؤں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے، یہ لوگ غافل ہیں، (الاعراف: ۱۷۹) علم و معرفت سے مقصود خالق و مالک کی پہچان اور اس کے احکام کو معلوم کر کے عمل پیرا ہونا چاہیے، تاکہ سیادت و قیادت حاصل ہو، جس طرح کہ ہمارے اسلاف نے کیا، آج ہم اس سے محروم کیونکہ ہم ان قوتوں کو صحیح استعمال نہیں کرتے بلکہ اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں۔

انسان اور ذمہ داری: اسلام نے صرف انسان کی کائنات میں عزت و رفعت اور برتری کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ اس کو ذمہ دار ٹھہرایا اور ذمہ داری کی ادائیگی اور کوتاہی کی جزا بھی مقرر کی۔ اس کے ذمہ اسلام کے احکام کو نافذ کرنا، جو اور کسی کے بس کی بات نہیں، فرمایا کہ ہم نے امانت (ذمہ داری) کو آسمان زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے۔ انسان نے اس ذمہ داری کو اٹھا لیا یہ ظالم و جاہل ہے اس وجہ سے منافق مرد اور عورتیں، مشرک سزا کے سزاوار مومن مردوں عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی عنایت۔ (الاحزاب: ۷۲، ۷۳) جس طرح انسان کو آزادی، خودمختاری، نیکی و بدی کی پہچان عطا کی، اسی طرح اس کو روز قیامت جزا کا بھی حقدار قرار دیا، فرمایا کہ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کو دیکھ لے گا، اسی طرح جو ذرہ برابر برائی کرے گا دیکھ لے گا (زلزال) فرمایا کہ ایسی چیز کے پیچھے نہ پڑو، جس کا تم کو علم نہیں، کان، آنکھ، دل سب کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (اسراء) جب یہ تصور انسان کے دل و دماغ میں مضبوط ہو جائے تو پھر غافل نہیں رہے گا، بلکہ پوری ذمہ داری کے ساتھ زندگی گزارے گا، خواہشات کی پوجا نہیں کرے گا، غلط راہ پر نہیں چلے گا، اپنی مال و جان اور زندگی کے بارے میں سوچ و بچار سے کام لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا روز جزاء انسان کے قدم اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک چار سوالوں کے جواب نہیں دے گا (۱) عمر کیسے گزاری؟ (۲) علم کا تقاضا پورا کیا؟ (۳) مال کیسے کمایا، کہاں خرچ کیا؟ (۴) جسم سے کیا کیا؟۔ (ترمذی)

سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہو اور اخلاص کے ساتھ اس کے احکام کا پابند ہو، فرمایا کہ میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، میں نے ان سے یہ نہیں کہا کہ مجھے کما کر کھلاؤ، اس لیے کہ میں تو خود رازق اور صاحب قوت ہوں۔ (الذاریات)

اور فرمایا کہ مساجد اللہ کی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو مت پکارو۔ (سورۃ جن)

☆..........☆..........☆

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 11) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ o "یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ باغات میں داخل کرے گا کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی (مقرر کردہ) حدود سے تجاوز کرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔" (۱۴)

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْفَوْزُ: کامیابی۔ یَعْصِ: جو نافرمانی کرے۔

مُهِیْنٌ: ذلیل کرنے والا (عذاب)۔

ماقبل سے مناسبت: سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے احکام وراثت کا مفصل بیان فرما کر اہل ایمان کو اتباع کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کو اپنی متعین کردہ حدود قرار دیکر ان پر عمل کرنے پر ثواب اور ان حدوں سے تجاوز کرنے پر سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

التوضیح: تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ سورۃ النسآء کی سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ وطہارت، صلہ رحمی، یتیموں کے ساتھ انصاف، عورتوں اور یتیموں کے مال، بخوشی ادائیگی حق، یتیموں کی خیر خواہی، عورتوں اور مردوں کا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ کا وارث ہونا، یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعید، احکام وراثت ووصیت کا مفصل بیان فرمایا اور ان آیات مبارکہ میں ان احکام کو اپنی مقرر کردہ حدود کے نام سے موسوم کرتے ہوئے ان حدود کا احترام اور پاسداری کرنے والوں کے لیے جنت اور اس کی کبھی ختم نہ ہونے والی نعمتوں کی نوید سناتے ہوئے اسے ایک مؤکد سب سے بڑی کامیابی وکامرانی قرار دیا ہے لیکن جس نے ان حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ورثاء کے حقوق کو پامال کیا یا وصیت وغیرہ میں کمی بیشی کی، خواتین اور یتیموں کے حقوق کا استحصال کیا اور قطع رحمی کرتے ہوئے تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ کو ترک کیا تو اس کا مقدر آخرت میں جہنم کا انتہائی بھیانک اور رسوا کن عذاب ہوگا کہ جس میں مبتلا ہونے والا کبھی اس ذلت ورسوائی سے نجات نہ پا سکے گا

غیر شرعی وصیت اور اس کا انجام: شریعت اسلامیہ میں وصیت کی جو حد متعین ہے وہ زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ ہے کہ اس تیسرے حصہ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے زیادہ قرار دے کر اسے وصیت کی آخری حد قرار دیا اور اگر کسی نے وصیت کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں کا خیال نہ رکھا تو اس کے انجام کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ اَوِ الْمَرْاَۃُ بِطَاعَةِ اللّٰہِ سِتِّیْنَ سَنَةً، ثُمَّ یَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَیُضَارَّانِ فِی الْوَصِیَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ۔ "یقیناً ایک مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کام کرتے رہتے ہیں اور جب انہیں موت آتی ہے تو یہ وصیت میں کمی بیشی کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔" اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ نے اس آیت کی تلاوت کی (مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَآ اَوْ دَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ...... وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o) (سنن ترمذی کتاب الوصایا باب ماجاء فی الضراء فی الوصیة ج۳ جزء ۶ ص ۵۲۸ رقم الحدیث ۲۱۱۷)

آیات مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

۱۔ حدود اللہ سے مراد اس کے نازل کردہ احکام ہی ہیں۔

۲۔ حدود اللہ کی پاسداری کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والا جنت کا حقیقی مستحق اور کامیاب ہے۔ ۳۔ حدود اللہ کو پامال کرنے والا روز قیامت انتہائی ذلت آمیز عذاب سے دوچار ہوگا۔

بدعات ورسومات

قبرپرستی دنیامیں کیونکرپھیلی

اسباب ووجوہ

اس فتنہ عظیمہ سے روکنے کے وسائل وذرائع

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر 2 آخری

پانچواں سبق:

پھر صرف ایک درجہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلایا جائے، اس پر میلے لگائے جائیں اور اعمال حج اس جگہ اس قبر والے کے لیے ادا کیے جائیں (بلکہ حج بیت اللہ سے اس کے میلے کو بہتر سمجھا جائے، چنانچہ بہت جاہل کہتے ہیں کہ خواجہ اجمیر شریف کے ایک میلے کے کرنے سے سات حج کا ثواب ملتا ہے وغیرہ وغیرہ) اور ان کو یہ سمجھا جائے کہ یہ سب امور ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بہت مفید ہیں۔

شیخ ابن قیم رحمہ اللہ اغاثۃ اللھفان میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے یہ نقل کرتے ہیں "قبروں کے پاس جو بدعات کی جاتی ہیں، ان کے کئی درجے ہیں، پس شریعت سے بہت دور یہ ہے کہ انسان مردے سے اپنی حاجت طلب کرے اور اس سے فریادرسی کرے، جیسا کہ بہت لوگ کرتے ہیں اور یہ لوگ بت پرستوں کی جنس سے ہیں اس لیے بعض اوقات شیطان اس مردے کی شکل میں ان کے سامنے آتا ہے، جیسا کہ بت پرستوں کے سامنے بھی ان کے معبود کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، پس جب کوئی بت پرست اپنے معبود کو (جس کی وہ تعظیم کرتا ہے) بلائے تو شیطان اس کی شکل اختیار کر کے اس کے سامنے آموجود ہوتا ہے اور بعض غائب امور کے متعلق اس سے کلام کرتا ہے، کیونکہ شیطان بنی آدمی کے گمراہ کرنے میں مقدور بھر کوشش کرتا ہے اسی طرح جو لوگ سورج اور چاند اور ستاروں کی پوجا کرتے اور ان کو پکارتے ہیں ان کے سامنے بھی شیطان انسانی شکل میں آکر کلام کرتا اور بعض باتیں بتاتا ہے اور وہ لوگ اس کو ستاروں کی روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں اور حقیقتاً وہ شیطان ہوتا ہے اگرچہ وہ بعض مقصدوں میں انسان کی مدد بھی کرتا ہے لیکن اس کو اس سے کئی گنا نقصان بھی پہنچتا ہے، اس طور پر قبروں کے پاس قبر پرستوں پر بھی کئی حالات ظاہر ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کرامات ہیں اور درحقیقت وہ شیطان کا فریب ہوتا ہے مثلاً جس مردے کی کرامت کا لوگوں کو گمان ہوتا ہے جب کوئی مرگی والا مریض اس کی قبر کے پاس لا کر ڈالا جاتا ہے تو جن (شیطان) اس سے اتر جاتا ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے"

فتنہ قبر پرستی کے انسداد کے لیے وسائل وذرائع:

نبی مکرم ﷺ نے اس فتنہ عظیمہ سے اپنی امت کو بچانے کے لیے جو وسائل وذرائع بیان فرمائے ہیں، اب انہیں بیان کیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کو اس طوفان سے بچانے کے لیے اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہی ہے، جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمادیا۔

پہلا ذریعہ:

آنحضرت ﷺ کا قبروں کو مساجد بنانے سے روکنے کے متعلق صحیح مسلم میں جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے آپ کی وفات سے پانچ روز پیشتر سنا کہ فرماتے تھے خبردار! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بناتے تھے، خبردار! قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مرض میں جس سے آپ عہدہ برآنہ ہوئے، فرمایا کہ یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو مسجدیں بنالیا، اس سے آپ اپنی امت کو ان افعال سے ڈراتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی جگہ میں بنائی جاتی لیکن اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ بھی مسجد نہ بنائی جائے، یہ خطرات آنحضرت ﷺ کی قبر کے کھلے میدان میں بنائے جانے سے روکنے کی وجہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ میں موضع دفن کی نسبت اختلاف ہوا، حتیٰ کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کا فرمان سنا کہ

انبیاء علیہم السلام اسی جگہ دفن کیے جاتے ہیں جہاں وہ وفات پائیں، چونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اس لیے آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور جیسے کہ رواج تھا کہ صحراء میں دفن کیے گئے تا کہ آپ کی قبر پر نماز نہ پڑھی جائے اور لوگ اس کو مسجد نہ بنالیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے آخر عمر میں قبروں کو مسجد بنانے سے روکا، پھر اہل کتاب میں سے ان لوگوں پر جنہوں نے ایسا کیا لعنت کی، تا کہ آپ کی امت ان افعال سے باز رہے۔

اسی صحیح اور صریح سنت کی متابعت کی بناء پر عامہ طوائف نے قبروں پر بنائے مسجد سے صریح طور سے اور صاف الفاظ میں روکا ہے اور امام احمد، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کے اصحاب نے اس کی حرمت پر تصریح کی ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مکروہ کہا ہے لیکن ان علماء پر حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی اس کراہت کو کراہت تحریمی ہی سمجھا جائے کیونکہ ہم ان پر یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ ایسے فعل کو جس کی نہی اور اس کے فاعل کے ملعون ہونے پر آنحضرت ﷺ کا حکم حد تواتر کو پہنچ گیا ہو، جائز قرار دیں۔

دوسرا ذریعہ:

آنحضرت ﷺ کا قبروں پر چراغ جلانے سے روکنا، امام احمد رحمہ اللہ اور اہل سنن نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان پر مسجدیں بنانے والوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی۔ پس جس فعل پر آنحضرت ﷺ لعنت کریں وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور فقہاء نے ایسے فعل کو صراحتاً حرام قرار دیا ہے

امام محمد مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر قبروں پر چراغ جلانا مباح ہوتا تو اس کے فاعل پر لعنت نہ کی جاتی حالانکہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک تو مال بے فائدہ ضائع ہوتا ہے، دوسرا تعظیم قبور میں افراط ہے جو بتوں کی تعظیم کے مشابہ ہے۔ اسی لیے علماء نے کہا کہ قبروں پر شمع جلانا یا چراغ جلانے یا تیل دینے کی نذر جائز نہیں کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور بالاتفاق اس نذر کی وفا جائز نہیں۔ نیز کہا کہ اس غرض سے کسی چیز کو قبروں پر وقف کر دینا جائز نہیں کیونکہ یہ وقف صحیح نہیں اور اس کو نافذ کرنا حلال نہیں۔

تیسرا ذریعہ:

آنحضرت ﷺ کا قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر عمارت بنانے سے روکنا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے سے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے

علماء نے کہا ہے کہ اس میں دو صورتوں کی ممانعت کا احتمال ہے، ایک یہ کہ ان پر پتھروں یا ان کی مانند اور چیزوں سے بنا کرنا، دوسرا یہ کہ ان پر خیمہ وغیرہ نصب کرنا ان دونوں صورتوں سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا، کیونکہ ان میں کوئی فائدہ نہیں اور مال بے فائدہ ضائع ہوتا ہے اور نیز یہ اہل جاہلیت کا فعل ہے۔

چوتھا ذریعہ:

آنحضرت ﷺ کا قبروں پر کتابت کرنے (لکھنے) سے منع کرنا، سنن ابی داؤد میں جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

پانچواں ذریعہ:

آنحضرت ﷺ کا قبروں پر ان کی کھدائی سے نکلی ہوئی سے زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمانا۔ سنن ابی داود میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پکا کرنے، ان پر لکھنے اور ان پر زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔

چھٹا ذریعہ:

آنحضرت ﷺ نے قبر کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ صحیح مسلم میں مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبروں کے اوپر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ نیز حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام زمین مسجد ہے، سوائے مقبرہ اور حمام کے، اس حدیث مبارکہ کو روایت کیا امام احمد اور اہل سنن نے۔

اس بارے میں نہی اور سخت ممانعت کی حدیثیں کثرت سے آئی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قبروں کو نماز کے لیے مخصوص کرنے میں بت پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے جو بتوں کی تعظیم کے لیے ان کے آگے سجدہ کرتے اور ان کا قرب حاصل کرتے ہیں اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ بت پرستی کی ابتداء اسی فتنہ قبور سے ہوئی تھی اور اسی لیے آنحضرت ﷺ نے اہل کتاب پر لعنت کی کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنایا۔

شیخ ابن القیم رحمہ اللہ اغاثۃ اللھفان میں اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ علت جس کی وجہ سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع فرمایا ہے۔ وہ ہے، جس نے بہت سی امتوں کو یا تو شرک اکبر یا کم درجہ کے شرک میں مبتلا کیا

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس شخص کی قبر کے ساتھ شرک کرنا جس کی نسبت انسان کا خیال صلاحیت اور نیکی کا ہو، انسان کو زیادہ مائل کرتا ہے بہ نسبت اس کے شرک کے ساتھ کسی درخت یا پتھر کے۔

اسی لیے تم دیکھو گے کہ بہت سے لوگ قبروں کے پاس خشوع اور خضوع اور گریہ زاری کرتے ہیں اور دل سے ایسی عبادت کرتے ہیں جو مسجد میں نہیں کرتے اور نہ ہی پچھلی رات ایسی عبادت کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے قبروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور اکثر قبروں کے پاس نماز ادا کرنے میں ایسی برکت کے امیدوار ہوتے ہیں جس کی امید انہیں مسجد میں ادا کی ہوئی نماز سے نہیں ہوتی۔ اسی خرابی کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اس عقیدہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینکا اور قبرستان میں مطلقاً نماز ادا کرنے سے روک دیا، خواہ وہاں نماز پڑھنے والے کا قصد قبر کے پاس نماز ادا کرنے کا نہ ہو۔ نیز آپ ﷺ نے طلوع اور غروب اور استوائے شمس کے وقت نماز ادا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ایسے اوقات ہیں جن میں مشرکین سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ پس اپنی امت کو ان اوقات میں نماز سے بالکل منع کر دیا اگر چہ ان کا ارادہ مشرکین کا سا نہ ہو۔

اگر کوئی شخص قبر کے پاس نماز اس نیت سے ادا کرے کہ اس جگہ میں نماز ادا کرنے میں برکت ہوگی تو یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی سراسر، کھلے عام دشمنی اور اس کے دین کی مخالفت ہے اور ایسے دین کا گھڑنا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے۔ کیونکہ عبادات کی بنا موافقت سنت اور اتباع رسول ہے، ابتداع اور خواہش نفسانی پر نہیں۔ پس بلا شک وشبہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے اور انہوں نے اپنے حضور نبی کریم ﷺ کے دین (دین اسلام) سے بدیہی اور ضروری طور سے معلوم کیا ہے کہ مقبرہ کے پاس نماز منع ہے۔ چہ جائے کہ اس کو زیادہ باعث تبریک و بہبودی سمجھا جائے۔

ساتواں ذریعہ:

آنحضرت ﷺ کا قبروں کو ہموار کرنے کا حکم دینا۔ صحیح مسلم میں ابوالتیاح اسدی سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر آنحضرت ﷺ نے مجھ کو بھیجا تھا اور وہ یہ تھا کہ جو تصویر دیکھے اسے مٹا دے اور جو اونچی قبر دیکھے اسے ہموار کردے۔

آٹھواں ذریعہ:

سنن ابوداؤد میں اسناد حسن سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ (ان میں نوافل پڑھا کرو) اور میری قبر کو عید نہ بنانا کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا وہیں سے جہاں تم ہو گے اور مسند ابی یعلی الموصلی میں علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی قبر کے قریب ایک دریچہ کے پاس آتا اور اس میں داخل ہوتا اور دعا کرتا تو آپ نے اسے منع فرمایا اور کہا کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے اپنے والد (سیدنا حسینؓ) سے سنی اور انہوں نے میرے دادا (حضرت علیؓ) سے سنی اور آپ نے آنحضرت ﷺ سے سنی، آپ نے فرمایا "میری قبر کو عید نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں، تمہارا اسلام جہاں کہیں تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔"

اور کہا سعید بن منصور نے خبر دی کہ ہم کو عبدالعزیز بن محمد نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو سہیل بن ابی سہیل نے کہا دیکھا مجھ کو حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے مجھ کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور وہ رات کا کھانا کھا رہے تھے اور فرمایا آؤ کھانا کھاؤ، میں نے کہا مجھے اشتہا نہیں پھر آپ نے فرمایا، میں نے تمہیں قبر کے پاس کیوں دیکھا میں نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا، آپ نے فرمایا کیا تو اسی لیے مسجد میں داخل ہوا تھا؟ پھر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے گھر کو عید اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو، تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں ہو تم، پس تم اور اندلس کے رہنے والے آنحضرت ﷺ سے اس اعتبار سے بالکل برابر قرب رکھتے ہو۔

پس جبکہ آنحضرت ﷺ کی قبر سید القبور ہے اور روئے زمین کی تمام قبروں سے افضل واعلیٰ ہے اور آپ ﷺ نے اس کو عید بنانے سے منع فرمایا تو کسی اور کی قبر کے متعلق نہیں بطریق اولیٰ ہوگی، خواہ وہ کسی ولی کی، شہید کی یا کسی اور پیغمبر کی کیوں نہ ہو اور پھر اس نہی کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے ایک اور نہی ملا دی اور فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور آپ کا یہ حکم ہے، اس بات پر کہ اپنے گھروں میں اہتمام سے نفل نمازیں پڑھا کرو تا کہ وہ بمنزلہ قبور نہ بن جائیں اور ساتھ ہی قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا اور اس امر کے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود جس جگہ تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے اور یہ حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارا درود وسلام نزدیک اور دور سے پہنچ جاتا ہے، پس تمہیں کوئی ضرورت نہیں کہ تم قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ۔ ☆......☆......☆

دارالحدیث راجووال کا سفر

عطاء محمد جنجوعہ

اہل ثروت کا نئے دینی مدارس کی حوصلہ افزائی کے لیے حتی المقدور تعاون کرنا اخلاقی فریضہ بنتا ہے، اسی جذبہ کے تحت جامعہ کمالیہ راجووال کی اعانت کا سلسلہ شروع گیا۔ کھلن ہٹھاڑ کے بعض احباب سے کسی جلسہ میں ملاقات ہوئی تو دارالحدیث کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دلی اطمینان ہوگیا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف رسید کے ہمراہ مدرسہ کے پیڈ پر شکریہ کے ساتھ خیریت بھی دریافت کرتے اور ساتھ چند دعائیہ کلمات بھی لکھتے، اس لیے قدرتی طور پر ان سے اُنس ہوگیا میرا مضمون ''قادیانی فتنہ کی بیخ کنی'' یکم جنوری 1984ء کو ہفت روزہ ''الاعتصام۔ تنظیم اہل حدیث اور الاسلام'' میں شائع ہوا۔ جس کو شیخ الحدیث نے خوب سراہا اس کے بعد یکے بعد دیگرے میرے مضامین شائع ہوتے تو شیخ جی ان کا مطالعہ کرتے اور گاہے بگاہے میری حوصلہ افزائی بھی کرتے رہے۔

الاعتصام نے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کی یاد میں خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا۔ حافظ عبدالوحید مدیر الاعتصام کے اصرار امور پر تقریب میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ برادرم محمد صدیق خوش نویس سے آنے والے مہمانوں کے بارے میں پوچھتا رہا، جب شیخ جی آئے اور ان کے بارے میں پتہ چلا تو اپنی نشست سے اٹھ کر انکو ملا، بے حد خوش ہوئے اور حال احوال دریافت کیا، مجھے والد جی کا حکم تھا کہ گھر واپس آجانا چنانچہ تقریب کے فوراً بعد لاری اڈا گیا اس لیے تفصیلی ملاقات تو نہ ہو سکی۔

محترم حافظ محمد سلیمان انصاری منیجر الاعتصام فرض شناس ملنسار اور خوش اخلاق تھے ایک دفعہ ان سے دلی خواہش کا اظہار کیا مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ ان دنوں بیمار تھے اور گھر کی بالائی منزل پر تھے، انصاری جی مجھے سائیکل پر بٹھا کر لے گئے اور ملاقات کا اہتمام کیا، میں نے خیریت دریافت کی، مولانا جی علالت کے باوجود ہمارے علاقہ کی جماعت کی دعوت و تنظیمی معلومات حاصل کرتے رہے اور نہایت محبت سے الوداع کیا، مولانا جی علم حدیث کے فتنوں کے خلاف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جانشین تھے، تاہم عجز و انکساری کے پیکر تھے۔

بلاشبہ شیخ الحدیث مولانا جی کی طرح تحقیقی و تصنیفی ذہن کے حامل ہرگز نہ تھے تاہم شیخ الحدیث جی نے دارالحدیث کی بنیاد رکھی جس سے سینکڑوں طلباء نے فیض حاصل کیا، جنہوں نے اپنے اپنے علاقہ میں قرآن وسنت کی شمع روشن کی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیخ جی اور مولانا جی کو تکبر فی العلم کے شر سے محفوظ رکھا۔ طبیعت میں سادگی اور عاجزی کے معاملہ میں شیخ جی مولانا جی کے مشابہ تھے، میرے والد خوشی محمد اپنے والد اللہ دین کے اکلوتے بیٹھے تھے، میرا بھی کوئی بھائی نہیں ایک ہی بہن تھی جو ماں کی وفات کے بعد سفر کے دوران نفل پڑھ کر دعائیں کرتی رہتی، تاخیر ہوتی تو بے چین ہو جاتی، وہ بیمار ہوئیں تو میری نظر انتخاب شیخ جی پر ٹھہری دعا کی درخواست کی وہ فون پر دعائیں پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ میں نے عرض کی کہ آپ علاقہ سے بکرا خرید کر جامعہ کے طلباء میں بانٹ دیں، رقم منی آرڈر کردوں گا، مزید برآں میں نے نفل حاجت پڑھ کر رب کے دربار میں گریہ زاری کی تو اللہ پاک نے میری ہمشیرہ کو صحت کی نعمت سے نوازا۔ میرے والد خوشی محمد چند دن بخار میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے تو دعائے مغفرت کی اپیل پڑھ کر محترم شیخ جی اور حافظ عبدالوحید نے فون پر تعزیت کی اور کافی وقت مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہے، اس لیے میں ان دونوں حضرات کا بے حد احترام کرتا ہوں اور ان کے لیے جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حافظ جی کو صالح وارث کی نعمت سے نوازے۔

چند دن پیشتر پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن سے فون پر رابطہ ہوا، ان سے شیخ جی کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ اباجی نحیف اور کمزور ہیں وہ آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ ایک دفعہ آکر مل جاؤ، ان دنوں لاہور میں ڈینگی کی وبا تھی اس لیے میرا ارادہ براستہ فیصل آباد سفر کا تھا لیکن پروفیسر جی نے لاہور سے آنے کا مشورہ دیا۔ 25 ستمبر 2011ء گھر سے نکلا تاخیر سے لاہور پہنچا۔ نماز ظہر مرکز میں ادا کی محترم عثمان مدنی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ جناب بشیر انصاری صاحب آنکھ کے

آپریشن کی وجہ سے گھر میں آرام فرماتے تھے اللہ ان کو صحت دے۔

محترم عبداللہ بخش کوڑے کوٹ (سرگودھا) گئے تھے، علاقہ کی مناسبت سے ان سے تفصیلی گفتگو کی، اللہ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔عزیزم حافظ ثناء اللہ ثاقب کے ہاں رات کو قیام کیا، البتہ مسجد اقصیٰ گلشن راوی میں قاری صہیب احمد میر محمدی کے درس سے مستفیض ہوئے، انہوں نے نماز میں خشوع وخضوع پر علمی واصلاحی خطاب کیا۔دوسرے دن براستہ قصور بوقت 11 بجے دن دارالحدیث راجووال پہنچ گیا۔

تعلیمی وقفہ تھا کچھ شعبہ حفظ کے بچے مسجد میں سوئے ہوئے تھے، باقی صحن میں کھیل رہے تھے تو اس وقت مجھے مولانا عتیق اللہ سلفی یاد آئے، جب ایک دفعہ میں بچوں کو داخل کروانے کے لیے ستیانہ بنگلہ پہنچا تو یہی وقت تھا تو اس وقت سلفی جی معمولی چھڑی لے کر چیک کر رہے تھے کہ آرام کے وقت بچے سوئے ہوئے ہیں یا نہیں تاکہ رات پڑھائی کے دوران اُونگھتے نہ رہیں۔پروفیسر عبیدالرحمن محسن پرتپاک انداز میں ملے، مشروب سے تواضع کی۔ظہر کی جماعت کا وقت ہو گیا درس کے بچوں کے علاوہ کثیر تعداد میں مقامی احباب شامل ہوئے، یہ شیخ جی کی دعوت اور اخلاص کا ثمر ہے، شیخ جی نہایت کمزور اور نحیف تھے اور ان کو بخار بھی تھا اس کے باوجود وہ باجماعت نماز میں شامل ہوئے ان کے بیٹے اور ایک طالب علم ان کو سہارا دے کر مسجد سے باہر آرہے تھے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، لڑکے کو ہٹا کر خود سہارا دیا اور ان کی چارپائی پر بٹھایا، انہوں نے مجھے پیار سے سینے سے لگایا، میرے سفر کی صعوبت زائل ہو گئی میرے پاس عطر تھا جو حافظ محمد دین امیر ضلع سرگودھا نے تحفہ دیا کھول کر شیخ جی کو لگایا اور اپنے علاقہ کی معروف سویٹ ڈھوڈا خدمت میں پیش کیا۔

وہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے، انہوں نے میرا اور علاقہ کی جماعت کا حال احوال دریافت کیا، شیخ جی نے فرمایا کہ آپ مسافر ہیں میرے لیے خاتمہ بالایمان کی دعا کریں، میں نے عرض کی کہ آپ نے دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جس کے فیض سے کئی شاخوں کا اجرا ہوا، یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے اللہ غفور رحیم ہے، آپ فرمانے لگے ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ معمولی بات پر ناراض ہو کر پکڑ نہ لے۔میں سوچ میں پڑ گیا کہ مومن آدمی اللہ کے ڈر سے پرامید بھی ہوتا ہے اسکے دل پر خوف بھی طاری ہوتا ہے شیخ جی کی یہی کیفیت تھی، شیخ جی بیٹھے ہوئے تھک چکے تھے ان کو چارپائی پر لٹایا اس دوران جامعہ میں تعلیم کا آغاز ہو چکا تھا پروفیسر جی نے جامعہ کا راؤنڈ کرایا، طلباء نہایت مؤدب ہو کر تعلیم میں محو تھے، حفظ کی چار کلاسیں مسجد میں لگ چکی تھیں، بچے فر فر اپنا سبق سنا رہے تھے۔

جامعہ کے اساتذہ صاحب علم خوش اخلاق اور اخلاص کے پیکر تھے، کتابی بچوں کو دیکھ کر فرحت حاصل ہوئی کہ دینی تعلیم کے ساتھ ان کی اخلاقی تربیت کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔جامعہ میں دینی تعلیم کے علاوہ دنیوی تعلیم کا اہتمام بھی ہے، کمپیوٹر لیب صاف ستھری اور جدید سہولتوں سے آراستہ ہے۔بالائی منزل پر ہال میں عربی اردو کتب کا ذخیرہ دیدہ زیب الماریوں میں موضوع کے اعتبار سے سجا ہوا تھا۔استفسار پر معلوم ہوا کہ طلباء ہفتہ میں ایک دفعہ مطالعہ کے پیریڈ میں لائبریری سے استفادہ کرتے ہیں، جامعہ جدید تعمیر کی وجہ سے تدریس کتب کا شعبہ بند تھا، امسال طلباء جامعہ بخاری کی کلاس میں ہیں، مفتی عبدالستار الحماد بھی انٹرنیٹ پر ہفتہ میں دو دن صحیح بخاری کے اہم نکات پر روشنی ڈالتے ہیں، پُرتکلف کھانے کے دوران راقم نے عرض کی کہ وطن عزیز میں بعض غیر مسلم اپنے مذہب کا پرچار کرنے میں سرگرم عمل ہیں ان کے مؤثر انسداد کے لیے تدریس کے دوران دعوت واصلاح کرنے کی صلاحیت کو اجاگر کرنے کا احساس دلایا جائے۔

پروفیسر جی نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ برصغیر میں تفسیر کی خدمات دکھایا سرسری نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوا کہ انہوں نے کافی مطالعہ اور تجزیہ کے بعد تیار کیا ہوا ہے، اتنے میں انہوں نے تاثرات لکھنے کو کہا اور فوراً لاہور رابطہ کیا کہ کل صبح کی بجائے آج شام آپ کے ہاں ٹھہروں گا۔شیخ جی کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے بار بار مجھے سینے سے لگایا جبکہ بخار کی وجہ سے ان کا جسم گرم تھا، حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھ کر دم کیا وہ مجھے دعائیں دیتے اور اپنے لیے خاتمہ بالخیر کی دعا کی درخواست کرتے رہے۔پروفیسر جی الوداع کرنے کے لیے سڑک پر آئے، میں نے ان کو اجازت دے دی کہ آپ اباجی کی تیمارداری کریں، میں نے سورۃ قریش تلاوت کی، بس اور ویگن آئی رش تھا کہ اتنے میں مولانا محمد رفیق زاہد بھی آگئے انہوں نے موٹر سائیکل پر بیٹھایا، دوران سفر انہوں نے اظہار خیال کیا کہ میں جامعہ رحمانیہ لاہور سے فارغ ہو کر گاؤں آگیا، گھریلو زمینداری میں مصروف ہو گیا، ایک دفعہ کسی شادی کی تقریب میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف جی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ پر اظہار افسوس کیا ان کے پُر اصرار پر دارالحدیث سے منسلک ہو گیا۔انہوں نے اظہار خیال کیا کہ شیخ جی مہمان نواز تھے وہ طلباء کو کہنے کی بجائے مہمانوں کی خود خدمت کرتے، ان کے پاس بیٹھ کر خیریت دریافت کرتے، وہ ہمہ وقت مدرسہ کی علمی و عملی خدمت میں مصروف رہتے، دینی امور کو اپنے دنیوی امور پر ترجیح

دیتے تھے، شیخ جی تنظیمی لحاظ سے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے وابستہ ہوئے، جماعتی لحاظ سے کئی نشیب وفراز آئے لیکن انہوں نے اپنا رشتہ منقطع نہیں کیا، شیخ جی جامعہ کے مدرسین کی بے حد عزت کرتے تھے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے، ان کو بروقت تنخواہ کی ادائیگی کرنا شیخ جی کی زندگی کا معمول تھا۔ طلباء کی تعلیم اوران کی صحت کا خصوصی خیال رکھتے تھے، مولانا محمد رفیق زاہد جی کہنے لگے کہ مجھے ان سے اُنس ہوگیا مجھے مدینہ یونیورسٹی سے داخلہ کی اطلاع ملی تو میں مذبذب تھا کہ جاؤں کہ نہ جاؤں، شیخ جی کو پتہ چلا تو کہا آپ بلا تاخیر کاغذات مکمل کریں یہی وجہ ہے جب مدینہ سے فارغ ہوکر آیا تو شیخ جی کے ادارہ کی خدمت کو ہی سعادت سمجھا، جب میں کوٹی ادارہ سے منسلک ہوا تو دارالحدیث کی جدید تعمیر کو اپنا مشن بنالیا، پروفیسر جی سے مل کر بمشکل ان کو راضی کیا۔

دوران گفتگو مولانا محمد صدیق سلیم کا تذکرہ ہوا، زاہد جی نے بتایا وہ بھی شیخ جی کے شاگرد ہیں جنہوں نے گہلن ہٹھاڑ میں مدرسہ قائم کیا۔ الٰہ آباد میں اتفاقاً ان سے ملاقات بھی ہوگئی، نہایت مسرت سے پیش آئے اور مشروبات سے تواضع کی، محترم رفیق زاہد کا شکریہ ادا کیا اور بس پرسوار ہوکر 8 بجے رات لاہور پہنچا، دوسرے دن بخیریت گھر چلا گیا۔ قال رسول اللہ ﷺ کے موتی بکھیرنے والے کی محبت نے پکارا اور سفر کی صعوبت برداشت کی، اللہ تعالیٰ سے ہی اس اجر کا طلبگار رہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ جی کو صحت وسلامتی کی زندگی سے نوازے اور جب ان کی موت آئے تو اللہ ان کا خاتمہ بالایمان کرے۔

دلی دعا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف کا لگایا ہوا چمن منھی منھی کلیوں اور سدا بہار پھولوں سے مہکتا رہے اور شرک کی بدبو کو زائل کر کے کتاب وسنت کی خوشبو سے ملت اسلامیہ کی نسل نو کو معطر کرتا رہے۔ آمین

حاجی منظور احمد آف کوٹ سنت رام انتقال کر گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

جامع مسجد طیبہ اہل حدیث کوٹ سنت رام کے خطیب اور معروف عالم دین جناب حافظ منظور احمد مختصر علالت کے بعد مورخہ 11 جنوری 2012ء بروز بدھ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا عبدالستار نے پڑھائی، جبکہ دوسری نماز جنازہ حافظ ابوبکر آف اوکاڑہ نے پڑھائی۔ جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی۔ اسکے علاوہ مختلف شہروں میں بھی مرحوم کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مولانا صادق موڑ کھنڈا، حفیظ الرحمٰن لکھوی ودیگر جماعتی احباب نے مرحوم کے بڑے صاحبزادے حافظ عبدالتواب سے اظہار تعزیت کیا۔

علاوہ ازیں جامعہ اہل حدیث لاہور کے اساتذہ وطلباء کا ایک تعزیتی اجلاس مدیر جامعہ حافظ عبدالغفار روپڑی کی صدارت میں ہوا جس میں مرحوم کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

احباب جماعت متوجہ ہوں!

پروفیسر عبدالحکیم سیف جامعہ محمدیہ وقدوسیہ کے ناظم ہیں جو کہ خود پروفیسر اور قیمتی متاع ہیں اور جامعہ ہذا کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اس کے سینکڑوں فاضل علماء وحفاظ ملک کے مختلف علاقوں میں دینی تبلیغی تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کی خدمات کو ملک وبیرون ملک کے جید علمائے کرام نے تحسین کی ہے۔ اس دانش گاہ کی ملکیتی وسیع قیمتی زمین تقریباً 8 کنال ہے، وہاں تعمیراتی منصوبہ جات تشنۂ تکمیل ہیں جن کے لیے خطیر رقم درکار ہے۔

تمام مخیر حضرات دل کھول کر جامعہ ہذا سے تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔ (محمد شفیع امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور)

احباب گرامی قدر!

پروفیسر مولانا عبدالحکیم سیف جامعہ محمدیہ وقدوسیہ کوٹرادھا کشن کے ناظم، بزرگ عالم دین ہیں۔ یہ جامعہ تقریباً 63 سال سے دین اسلام کی تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے جس کی دینی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جامعہ کی ملکیتی وسیع اراضی پر کچھ تعمیراتی منصوبے درپیش ہیں، اصحاب خیر سے اس کار خیر میں صدقہ جاریہ حاصل کرنے کی سفارش کروں گا۔ ان شاء اللہ ان کے ساتھ کیا ہوا تعاون مستحق جگہ اور صحیح مصرف پر خرچ ہوگا۔

والسلام

مولانا محمد حنیف محمدی خطیب وناظم مدرسہ

انسان اور اسلام

مولانا محمد اسحاق حقانی......مدرس جامعہ اہل حدیث لاہور

انسان جب اس دنیا میں شعور کی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو وہ اپنے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو کر افراط وتفریط میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کبھی تو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر اس کائنات میں کوئی نہیں۔ اس قدر مغرور اور متکبر بن جاتا ہے کہ میرے جیسا کون ہے؟ من اشد منا قوة فصلت o ماعلمت لکم من اله غیری "میں اپنے علاوہ کسی الہٰ کو نہیں جانتا۔" (القصص:۳۸) کہیں وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں، خدائی اختیارات کا حامل بن کر جبر وتشدد اور ظلم وستم پر اتر آتا ہے۔ دوسری طرف اس قدر احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو کائنات میں سب سے حقیر وذلیل خیال کرتا ہے جہاں کوئی فائدہ مند چیز نظر آتی، اسکے آگے جھک جاتا ہے، حجر وشجر، دریا، پہاڑ، سورج، چاند، ستارے جو اسکی خدمت گزاری پر مقرر ہیں، ان کو اوتار مان کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ اسلام نے انسان کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کو راہ اعتدال دکھائی، اس کو حقیقت سے آگاہ کیا کہ تیری شان اور مقام کیا ہے؟ کائنات کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور دنیاوی زندگی میں کیا ذمہ داری ہے؟

انسان کی حقیقت واصلیت: دراصل تو آدم علیہ السلام کی نسل کے ساتھ تعلق ہے، جب ان کو مٹی سے پیدا کر کے مسجود ملائکہ کیا پھر اسی کا سلسلہ پیدائش والدین کے ملاپ سے جاری کیا۔ فرمان الٰہی ہے کہ اس نے ہر چیز کو بہترین صورت دی، انسان کی پیدائش مٹی سے کی پھر اس کا سلسلہ نسل حقیر پانی کے خلاصے سے بنایا پھر اس کو درست کر کے روح پھونکی، پھر تمہارے کان، آنکھیں اور دل تیار کیا، تم بہت کم شکر گزار ہو (سجدہ) قرآن کریم نے انسان کو اصل سے آگاہ کیا، تاکہ تکبر کے بجائے عاجز وانکسار بندہ بنے، اپنے خالق ومالک کا احسان یاد کرے، کس طرح شکم مادر کے اندھیرے میں اس کو ضائع ہونے سے بچایا، فرمایا کہ وہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں کے اندر تین تاریکیوں میں مختلف شکلوں میں پیدا کیا یہ تمہارا رب ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔ (المومن:۱۳،۱۴) رسول اللہ ﷺ نے اسکا شکر ادا کرنے کی دعا سکھائی سجد وجھی للذی خلقه وصوره وشق سمعه وبصره بحوله وقوته فتبارک الله احسن الخالقین. (مسلم) میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اسکو پیدا کیا، صورت عطا کی، چہرہ کے اندر کان، آنکھیں، اپنی قوت وقدرت کے ساتھ بنائیں وہ بہترین بابرکت خالق ہے۔

انسان ایک معزز مخلوق:

انسان کو اس کی اصل سے آگاہ کرتے ہوئے خبردار کیا کہ تو حیوانوں اور دوسری مخلوق جیسا نہیں کہ ان کے سامنے جھکتا پھرے بلکہ فرمایا ہم نے اولاد آدم کو عزت سے نوازا۔ اس کو خشکی اور سمندر میں سواریاں دیں، پاکیزہ رزق مہیا کیا اور اپنی پیدا کردہ بہت سی مخلوق پر فضیلت وبزرگی عطا کی (الاسراء:۷۰) اللہ تعالیٰ نے انسان کو صلاحیت دی جس کے ذریعے وہ کائنات کی اشیاء سے فائدہ حاصل کرے، نہ کہ ان سے ڈرے اور خوف محسوس کرے بلکہ وہ تو اس کے فائدہ کے لیے ہی بنائی ہیں اس لیے اس کی زبان پر کلمہ شکر آنا چاہیے کہ پاک وہ ذات جس نے ان کو ہمارے لیے مسخر کیا ورنہ ہماری کیا مجال تھی کہ ان کو بروئے کار لاتے، آخر ہم نے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ (زخرف)

انسان باشعور وبا اختیار:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر وبد میں تمیز کی قوت دی اور اس کو اچھائی وبرائی کی راہ دکھائی، اس کو قوت ارادی سے نوازا، تاکہ بدبختی کی راہ سے بچ کر فلاح کا راستہ اختیار کرے اور اپنی اصل منزل آخرت کا سامان بنائے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق سے ممکن ہے۔ جس انسان نے عقل وشعور سے کام نہ لیا اور نفس کو قابو نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بن گیا قوم ثمود نے نفس کی سرکشی کی وجہ سے جھٹلایا ان کا بدبخت اٹھا جب کہ رسول اللہ نے کہا تھا کہ اللہ کی اونٹنی کے پینے کا خیال کرنا لیکن انہوں نے نہ مانا اونٹنی کو کاٹ دیا تو ان پر انکے رب نے ہلاکت ڈال دی (الشمس) کیونکہ انہوں نے شر کا راستہ اختیار کیا، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے نافرمان ہو گئے۔

انسان کی عزت افزائی:

اس کو علم ومعرفت اور اس کے حصول کے اسباب دیے۔ آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے، پھر فرشتوں پر ان کو پیش کیا اور کہا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو تو کہنے لگے کہ تو پاک ومنزہ ہے، ہمیں تو وہی علم ہے جو تو نے ہمیں سکھلایا۔ (البقرہ:۳۱) اور فرمایا کہ پڑھیں تیرا رب بہت مہربان ہے، جس نے قلم کو ذریعہ علم بنایا، انسان کو وہ کچھ سکھلایا جو اس کے علم میں نہ تھا علم کے بڑے اسباب میں سے کان، آنکھیں اور دل ہیں، کان سے سن کر دوسروں کی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں، آنکھ سے چیز مشاہدہ میں آجاتی ہے دل پھر ان معلومات کی پرکھ کرتا ہے، اچھے بُرے نتائج پر غور کرتا ہے پھر معرفت حاصل ہوتی ہے جس کے ساتھ دوسری مخلوقات کو اپنے فائدہ کے لیے استعمال کرتا ہے۔ (بقیہ صفحہ 7)

آئو بہادر بنیں!

مولانا قاری لیاقت علی باجوہ

نبی مکرمﷺ نے ارشادفرمایا کہ :لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسہ عندالغضب ''بہادروہ نہیں جوکشتی لڑنے میں غالب ہوجائے بلکہ حقیقی بہادر تووہ ہے جوغصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابوپائے۔'' (متفق علیہ) ایک متقی اوردینی تعلیمات پر لبیک کہنے والامسلمان عفوودرگزرکرنے والاہوتاہے۔عفوودرگزرایک بلندانسانی خصلت ہے جسکی قرآنی نصوص میں بہت زیادی تعریف کی گئی ہےاوراس سے آراستہ ہونے والوں کوتقویٰ کابلندنمونہ قراردیاگیاہے کیونکہ ان کاشمارنیکوکارلوگوں کے زمرے میں آتاہے۔

چنانچہ ارشادربانی ہے کہ :والکظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین. ''جولوگ غصہ پی جاتے ہیں اوردوسروں کے قصورمعاف کردیتے ہیں ایسے نیک لوگوں کواللہ تعالیٰ بہت پسند ہیں۔'' (البقرہ:۱۳۴)اس فضیلت کے مستحق وہ لوگ اس لیے ہوتے ہیں کہ انہوں نے اپناغصہ پی لیا،کسی سے بغض،نفرت وکینہ نہیں رکھا،بلکہ نفرت وکینہ کے بھاری بوجھ سے آزادہوگئےاورعفوومغفرت نرمی وچشم پوشی کی وسیع فضاؤں میں زندگی گزارنے لگے۔چنانچہ خوش خلقی اورراحت نفس اوراس سے کہیں بڑھ کراللہ تعالیٰ کی محبت وخوشنودی سے وہ سرفرازہوئے، قرآن مجیدنے غصہ پرقابوپانے والوں کی تعریف کچھ یوں فرمائی ہے کہ''وہ لوگ جوبڑے گناہوں اوربےحیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اورجب غصہ میں آتے ہیں تومعاف کردیتے ہیں'' (الشوریٰ:۴۲۔۳۷)

معافی ودرگزرایک بلندمقام ہے،جس کی بلندی تک وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں جن کے دلوں کے دروازے اسلامی تعلیمات کے لیے کھل گئے ہوں اورجن کے نفوس اسلام کے وسیع اخلاق سے اثرپذیرہوئے ہوں۔چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملنے والی مغفرت ثواب اورعزت افزائی کوانتقام اوربدلہ کی خواہش اورنفس کی دیگرخواہشات پرترجیح دی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جوکشتی کررہے تھے توآپﷺ نے فرمایاکیاہورہاہے؟ لوگوں نے کہاکہ فلاں مردجس سے بھی کشتی کرتاہے اسے گرادیتاہے،آپﷺ نے فرمایامیں تمہیں اس سے زیادہ طاقتورآدمی بتاؤں وہ آدمی جس سے کسی آدمی نے (غصہ دلانے والی) بات کی تووہ اپنے غصہ کوپی گیا،پس اس پرغالب آگیااوراپنے ساتھی کے شیطان پربھی غالب آگیا۔(فتح الباری کتاب الادب) صحیح مسلم میں ابن مسعودرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایاکہ تم پہلوان کسے شمارکرتے ہو؟انہوں نے کہاجسے آدمی گرانہ سکیں توآپﷺ نے فرمایاپہلوان صرف وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پرقابورکھے۔غصے پرقابوپانے کے لیے رسول اللہﷺ نے کئی طریقے بتلائے ہیں،سب سے اول تویہ سمجھناچاہیے کہ غصے کو بھڑکانااصل میں شیطان کی طرف سے ہوتاہےاس لیےاس کاعلاج بھی یہی ہے کہ شیطان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ :واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم. ''اگرتمہیں شیطان کی طرف سے چوکالگے (شیطان غصے کومشتعل کردے) تواللہ کی پناہ مانگ یقیناوہی سننے والاجاننے والاہے۔''

سلیمان بن صرررضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریمﷺ کے ہمراہ تھاکہ دوآدمی آپس میں گالی گلوچ کررہے تھےان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہوگیااورگلے کی رگیں پھول گئیں تونبی مکرمﷺ نے فرمایامجھے ایک ایساکلمہ معلوم ہےاگریہ کلمہ کہہ لے(اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) توجوکچھ اس پرگزررہی ہے ختم ہوجائے گی۔(بخاری:۳۲۸۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایااذا غضب احدکم فلیسکت ''جب تم میں سے کسی کوغصہ آئے توخاموش ہوجائے۔'' (احمد۔صحیح الجامع:۶۹۳) حضرت ابوذررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشادفرمایاکہ جب تم میں سے کسی کوغصہ آئے توکھڑاہے تووہ بیٹھ جائے،اگرغصہ ختم ہوجائے توبہترورنہ لیٹ جائے۔'' (احمد۔ابوداؤد،ابن حبان،صحیح الجامع:۶۹۴)

احادیث مبارکہ سے معلوم ہواکہ حقیقی قوت جسمانی قوت نہیں بلکہ معافی کی قوت ہے توجس طرح اجنبی دشمنوں سے جواللہ تعالیٰ کے دین کی مخالفت کریں مقابلہ ضروری ہےاوراس کے لیےقوت کی ضرورت ہے، اسی طرح نفس جب اللہ کے احکام کی مخالفت پراترآئے خصوصاجب وہ غصے میں مشتعل ہوچکاہواورشیطان اس کوبھڑکارہاہو،زبان سے گالی گلوچ،ہاتھ سے مارنے اورقتل کرنے پرآمادہ ہو،چہرہ سرخ بلکہ سیاہ ہوچکاہوجسم پرکپکپی طاری ہو،رگیں پھول چکی ہوں،دل بغض اورکینے سے بھرچکاہواس وقت اس کامقابلہ اوراس پرقابوپانااجنبی دشمن پرقابوپانے سے بھی مشکل ہے،اس

کے لیے جواس پر قابو پائے ،اس نے گویا حریفوں کو زیر کیا۔

اس لیے اصل بہادر غصے پر قابو پانے والا انسان ہے ، جب انسان کو غصہ آتا ہے تو پھر نہیں دیکھتا ماں باپ کو بہن بھائیوں کو بیوی بچوں کو عزیز واقارب کو چھوٹے بڑے کو حالانکہ جب غصے میں آدمی ہوتے ہیں تو مساجد تک کا احترام نہیں کرتے اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے کہ من سلم المسلمون من لسانه ويده. ''جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت میں رہیں'' (بخاری کتاب الایمان:11)

جب انسان کو غصہ آتا ہے تو اخلاق کا دامن چھوڑ دیتا ہے اور منہ میں جو آتا ہے کہتا چلا جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اكمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا ''سب سے کامل ایمان والے وہ ہیں جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں۔''

(ابوداؤد کتاب السنۃ:۴۶۸۲)

مزید فرمایا کہ میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ رکھی جائے گی اور یقیناً حسن اخلاق والا شخص روزے اور نماز پڑھنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔(ترمذی کتاب البر والصلۃ:۲۰۰۳) سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈر اور برائی کے پیچھے نیکی کر نیکی برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔(ترمذی کتاب البر والصلۃ:۱۹۸۷) جب انسان کو غصہ آئے تو اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے وصیت کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا لا تغضب 'غصہ مت کر' اس آدمی نے کئی مرتبہ یہ سوال دہرایا کہ مجھے کچھ نصیحت کریں آپ ﷺ نے اس کے جواب میں بار بار یہی فرمایا لا تغضب غصہ مت کر۔(بخاری:۶۱۱۶)

انسان غصہ میں آکر اعتدال سے نکل جاتا ہے اس لیے آپ ﷺ کی وصیت تمام مسلمانوں کے لیے واضح ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غصے سے بچنے کا حکم دے کر بے شمار قباحتوں سے بچانے کا اہتمام فرمایا ہے کیونکہ غصے کی آگ سے انسان کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں بلکہ شکل ہی بدل جاتی ہے۔ غصے کے ساتھ ہی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے آدمی وحشیانہ حرکتیں کرتا ہے بس نہ چلے تو اپنے ہی کپڑے پھاڑ دیتا ہے، اپنے آپ کو ہی مارنا شروع کر دیتا ہے غرض کہ ایسے ایسے کام کرتا ہے کہ اگر ہوش کی حالت میں اپنے آپ کو دیکھے تو شرمندہ ہو جائے، یہ تو ظاہری نقصان تھا دل کا نقصان اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے، غصے کی وجہ سے دل بغض کینے ، حسد اور آتش انتقام سے بھرا رہتا ہے، سکون اور اطمینان رخصت ہو جاتے ہیں، انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر تل جاتا ہے اور دوستوں رشتہ داروں اور اہل ایمان بھائیوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے، اب آپ رسول اللہ ﷺ کی اس حکیمانہ وصیت پر غور کریں، آپ ﷺ نے اس چھوٹے سے جملے میں کتنی حکمت کی باتیں سمودی ہیں، اس پر عمل کرنے سے انسان کو کتنے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور وہ کتنے نقصانات سے بچ جاتا ہے۔'

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ من كف غضبه كف الله عنه عذابهٗ 'جو شخص اپنے غصے کو روک لے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔'' (طبرانی) اس لیے ہر آدمی کو چاہیے کہ اپنی سخت طبیعت کی جگہ نرم طبیعت کو اپنائے کیونکہ اس کے دنیا اور آخرت میں بہت زیادہ فوائد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: من يحرم الرفق يحرم الخير ''جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ خیر سے محروم کیا گیا'' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے عائشہ بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے ، نرمی کو پسند کرتا ہے، نرمی پر وہ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ سختی اور اس کے علاوہ کسی چیز پر عطا نہیں فرماتا۔'' (مسلم کتاب البر والصلۃ:۶۶۰۱) آپ ﷺ نے مزید فرمایا جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔(مسلم کتاب البر والصلۃ:۶۶۰۲) آپ ﷺ نے مزید فرمایا کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جن پر جہنم حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہنے والا ہے، نرمی کرنے والا ہے آسانی کرنے والا ہے۔(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ:۲۴۸۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب شخص اور محبوب عمل کون سا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سب سے محبوب وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل وہ خوشی ہے جو آدمی کسی مسلم کو پہنچائے یا اس سے کوئی تکلیف دور کرے یا اس کا قرض ادا کرے یا اس سے بھوک کو دور کرے۔

''ومن كف غضبه ستر الله عورته ، من كظم غيظه ولو شاء ان يمضيه امضاه ملاالله قلبه رجاء يوم القيامة......''

''اور جو شخص اپنے غصے کو روکے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا اور جو شخص اپنے غصے کو ایسی حالت میں پی جائے کہ اگر وہ غصہ پورا کرنا چاہتا ہو تو

کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امید سے بھر دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ کسی ضرورت کے سلسلے میں چلے یہاں تک کہ وہ اس کے لیے مہیا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے قدم کو اس دن ثابت رکھے جس دن قدم پھسل جائیں گے۔" (انتہی، کنز الاعمال: ۱۷۶۵) ایک متقی اور باشعور آدمی نرمی سے پیش آتا ہے اور سختی اور درشتی سے اجتناب کرتا ہے اس لیے اہل ایمان کا کردار یہ ہے کہ وہ معاملات میں غصہ اور سختی کی بجائے نرمی اور آسانی اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے یہی پسند فرماتا ہے کہ: یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر. "اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے اور سختی نہیں کرنا چاہتا، تعلیمات نبوی ﷺ میں بھی آسانی پیدا کرنے پر اکسایا گیا ہے اور سختی سے منع کیا گیا ہے۔" نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: علموا ویسروا ولا تعسروا واذا غضب احدکم فلیسکت "لوگوں کو تعلیم دو، آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ خاموش ہو جائے"

(ادب المفرد: ۲۴۵، الصحیحۃ: ۱۳۷۵، مسند احمد، مسند ابن عباس: ۲۱۳۶)

غصہ کرنے اور معاملات کو پیچیدہ بنانے کا وہی شخص سہارا لیتا ہے جس کے اخلاق میں کجی طبیعت میں تنگی اور تربیت میں نقص و خلل ہو۔ رہا وہ انسان جو سلیقہ اور اسلامی آداب سے آراستہ ہو نہ وہ سختی کرتا ہے نہ ہی پیچیدگی چاہتا ہے نہ معاملات میں رخنہ ڈالتا ہے، نہ غصے میں رہتا ہے اور نہ دوسروں کے مفادات معطل کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کی اس سیرت سے رہنمائی حاصل کرتا ہے جس کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو جو کام ان میں سے آسان ہوتا اور اس میں کوئی گناہ بھی نہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے اختیار فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نفس کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (بخاری کتاب الادب باب قال النبی ﷺ ولا تعسروا: ۶۱۲۶، مسلم: ۲۳۲۷)

اس لیے نرمی اور آسانی سے زیادہ کوئی شے ان کی طبیعتوں کے لیے مناسب نہیں۔ غصہ، سختی، و درشتی سے زیادہ کوئی شے نہیں اذیت پہنچانے اور نفرت دلانے والی۔ اس لیے آپ ﷺ نے حلال و جائز کاموں کے دائرہ میں ہمیشہ نرمی اور آسانی اختیار فرمائی ہے اور اسے مسلمانوں میں مسنون قرار دیا ہے تا کہ ان کی زندگیاں غصہ سختی کی خشکی شدت اور بوجھ سے آزاد رہیں، سیدنا سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص غصے کو روکے حالانکہ اس کو اپنا غصہ نکالنے کا اختیار ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو تمام لوگوں کے سامنے بلا کر فرمائے گا جس حور کو تو چاہے پسند کرے، (ابوداؤد کتاب الادب: ۴۷۷۷) بعض آدمی جب غصے میں آتے ہیں تو لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے چہرے پر بھی مارتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجہ. "جب کوئی شخص تم میں سے لڑے تو چہرے پر مارنے سے بچے۔"

(بخاری: ۲۵۵۹۱)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غصے میں ایک دوسرے کے چہرے پر کوئی بھی چیز مارنا منع ہے حتیٰ کہ اپنے غلام خادم یا شاگرد کو ادب سکھانے کے لیے سزا دیتے وقت بھی منہ پر کوئی چیز مارنا حرام ہے۔ چہرے پر مارنے کی حرمت کی ایک وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ انسانی حسن و جمال کا مظہر ہے اور آدمی کے اکثر حواس مثلاً دیکھنا، سننا، چکھنا اور سونگھنا چہرے میں ہی پائے جاتے ہیں۔ چہرے پر مارنے کی صورت میں ان تمام حواس کا یا ان میں سے کسی ایک کا ختم ہو جانا یا خراب ہو جانا عین ممکن ہے اور شکل بگڑنے کا بھی اندیشہ ہے۔ غصہ میں آکر کسی مسلم بھائی کے ساتھ اتنی زیادتی بھی کسی صورت میں جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔ دوسری وجہ خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے (مسلم البر والصلۃ: ۱۱۵)

اگر کوئی کسی پر زیادتی کرتا ہے تو قرآن نے بدلہ لینے کا حق دیا ہے تا کہ اپنے آپ سے ظلم و زیادتی دور کرے لیکن اسلام نے اس سے بڑھ کر معافی کا درس دیا ہے جو کہ اولوالعزمی کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے "اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو اس کا بدلہ لیتے ہیں، برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی، ملامت کے مستحق تو وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے البتہ جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑے اولوالعزمی کاموں میں سے ہے۔"

(الشوریٰ: ۳۹، ۴۳) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب افک کی افواہ سنی جسے بعض نادان لوگ پھیلا رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ کے دل کو شدید صدمہ اور حزن و غم پہنچا تو آپؓ نے قسم کھائی کہ آپؓ کے فضل و احسان

کی ناشکری کرنے والوں سے جو اس بہتان تراشی میں ملوث ہو چکے تھے اپنے تعاون اور مدد کا سلسلہ روک لیں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولا یاتل اولوا الفضل منکم...... واللہ غفور رحیم ہ (النور:۲۲)''تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب استطاعت ہیں وہ اس طرح کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتے دار مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ کی مدد نہ کریں گے ، انہیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

اہل ایمان کا معاشرہ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں افراد کے درمیان معاملات چھوٹی بڑی چیزوں میں گرفت باز پرس اور ذاتی انتقام پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس معافی، چشم پوشی، عفو و درگزر اور صبر پر قائم رہتے ہیں۔ جب بھی برائی کا بدلہ برائی سے دیا جائے گا تو سینوں میں غیظ و غضب کے شعلے بھڑکیں گے۔ حسد و کینہ کے جذبات مشتعل ہوں گے، بغض و نفرت کے احساسات پروان چڑھیں گے لیکن جب برائی کا بدلہ نیکی سے دیا جائے گا تو اس سے غیظ و غضب کے شعلے سرد پڑیں گے۔ نفس کا اشتعال ماند پڑ جائے گا اور بغض و نفرت کی کدورتیں دل سے دھل جائیں گی، چنانچہ جن کے درمیان باہم دشمنی چلی آرہی تھی وہ کسی ایک کی طرف اچھی بات ظاہر ہونے یا محبت آمیز مسکراہٹ کا اظہار ہونے سے پکے دوست بن جائیں گے اور باہم شیر و شکر ہو جائیں گے اور یقیناً اس شخص کی بڑی کامیابی ہے جس نے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا یہ وہ مقام ہے جسے بڑے نصیبے والا ہی کر سکتا ہے جب اس کے ساتھ برائی کی جائے گی تو وہ اس پر صبر کرے اور اس کا بدلہ نیکی سے دے جس کی طرف آیت کریمہ میں ارشاد کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں بکثرت آیات آتی ہیں جو مومن سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ ایسے موقعوں پر غصہ پی جائے، معاف کر دے اور عفو و درگزر سے کام لے، جسکے بعد حسد و کینہ کا کوئی اثر غیظ و غضب کا کوئی شائبہ اور بغض و نفرت کا کوئی احتمال نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: فاصفح الصفح الجمیل ''شریفانہ درگزر سے کام لو۔'' (الحجر:۸۵) سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ کسی عورت (باندی) اور نہ کسی غلام کو الا یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہوں، آپ ﷺ کو کبھی کسی تکلیف پہنچی تو آپ ﷺ تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ نہ لیتے مگر جب اللہ کی حرمتوں میں کوئی بے حرمتی کرتا تو آپ ﷺ اللہ عزوجل کے لیے بدلہ لیتے۔ (مسلم کتاب الفضائل:۳۲۲۷)

سیدنا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ جا رہا تھا آپ ﷺ موٹے کنارے کی چادر اوڑھے ہوئے تھے، راستے میں ایک دیہاتی ملا اس نے چادر پکڑ کر زور سے کھینچی میں نے دیکھا کہ نبی مکرم ﷺ کے کندھے مبارک پر چادر کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا، اس نے کہا اے محمد ﷺ مجھے اس مال میں سے دے دیجیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے چنانچہ آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے، مسکرائے اور پھر اسے کچھ دینے کا حکم دیا۔ (بخاری کتاب الادب باب القبسم والضحک:۶۰۸۸، مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤالفۃ)

جب قبیلہ دوس نے نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے سے انکار کیا تو سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا قبیلہ دوس نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کیا، آپ ﷺ ان کے بددعا کر دیجیے، رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کا رخ کیا اور ہاتھ اٹھا دیے لوگ کہنے لگے اہل دوس تو اب ہلاک ہو گئے لیکن رحیم و مہربان، فراخ دل اور بندوں پر مشفق اللہ کے رسول ﷺ دوس کے لیے دعا کرنے لگے ''اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان کو (ادھر) لے آ'' (بخاری کتاب المغازی باب قصۃ دوس......الخ ۴۳۹۲، مسلم کتاب فضائل صحابہ)

رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ عفو و درگزر کا اخلاق راسخ کرتے اور انہیں یہ تعلیم دیتے اگرچہ لوگ ان کے مخالف اعراض اور قطع تعلقی کا معاملہ برتیں مگر وہ ان کے ساتھ رواداری اور عفو و درگزر کا برتاؤ کریں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عنایات، تربیت اور نگاہ بلندی سے یہ اچھی طرح ادراک رکھتے تھے کہ لوگ شدت و سختی اور ترک تعلق کے مقابلہ میں بلند اخلاقی اور بھائی چارہ کے تعلق سے قریب ہوتے ہیں اس لیے جب آپ ﷺ سے سیدنا عقبہ بن عامرؓ نے پوچھا کہ سب سے افضل اعمال کون سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے انہیں مندرذیل چیزوں کی تعلیم دی۔

صل من قطعک واعط من حرمک واعرض عمن ظلمک. ''اے عقبہ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو جو تمہیں محروم کرے اسے دو اور جو تم پر ظلم کرے اس سے درگزر کرو'' ایک روایت میں ہے کہ: واعف عمن ظلمک ''جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔'' (مسند احمد:۴،۱۵۸)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ عفو و درگزر اور صلہ رحمی کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ☆......☆......☆

جماعتی خبریں

ضروری اعلان

جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین مولانا محمد اسماعیل الخطیب رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کے لیے مولانا محمد نواز عاجز کام کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ بہت جلد یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے۔

نوٹ: ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کچھ اور لوگ بھی ایسا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اس کام کے حقوق صرف مولانا محمد نواز عاجز کو ہی حاصل ہیں۔ (منجانب: حافظ عبدالخالق غوثیہ کالونی صدر کینٹ لاہور 0301-6816361)

(1) سعودی عرب کے دفاع کے لیے اہل حدیث کا بچہ بچہ کٹ مرے گا۔ پروفیسر ابراہیم خادم قصوری

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب ناظم اعلیٰ پروفیسر ابراہیم خادم قصوری نے کہا ہے کہ سعودی عرب کے دفاع کے لیے اہل حدیثوں کا بچہ بچہ کٹ مرے گا کیونکہ ہر مشکل وقت میں سعودی عرب نے پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ سعودی عرب واحد مملکت ہے جہاں کتاب وسنت عملاً نافذ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ شاہ سعود کے گھرانہ نے مدارس ومساجد، خدمت خلق، دینی تعلیم، حرمین شریفین کی خدمت کر کے خادم الحرمین الشریفین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے، ہم ان کی تمام تر دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

(2) امریکی چالوں کا دائرہ کار عالم اسلام ہے: ابراہیم خادم

پروفیسر ابراہیم خادم قصوری نے کہا ہے کہ وفاق اور پنجاب حکومتیں ایک دوسرے پر الزامات لگا رہی ہیں ملک بچانے اور غریب عوام کی خدمت کا کسی کو فکر نہیں ہے۔ بڑے بڑے اجتماعات کو دیکھ کر اپنی کامیابی کا تصور نہ کریں بلکہ عوام میں اپنا ووٹ بینک بنائیں، سیاسی ودینی جماعتوں کو اسلامی انقلاب لانے اور سرمایہ دارانہ نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے متحد ویکجہتی کا اظہار کرنا ہوگا۔

(المرسل: محمد اسحاق خادم قصوری 0300-4421651)

اظہار تشکر

پچھلے دنوں راقم الحروف کے والد گرامی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے تھے، رشتہ داروں اور دوست احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی جن دوستوں نے گھر آ کر یا ٹیلی فون پر تعزیت کی میں ان تمام احباب کا مشکور ہوں۔ (عبدالغفار سلفی بلوچ، جماعت اہل حدیث شیخوپورہ)

(1) مسنون نکاح......زندگی آسان!

اپنی پیاری اولاد کے رشتوں کے انتخاب اور شادی کے پُرمسرت لمحات میں اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے اجر وثواب کمائیں۔ اہل حدیث حضرات بالخصوص اپنی بیٹیوں کے رشتے اہل حدیث حضرات میں ہی کریں ہمارے عوامی 'میرج سنٹر' میں ملک بھر سے ہر برادری کا رشتہ موجود ہے، ہم یہ فریضہ ایک مشن اور جذبہ کے تحت فی سبیل اللہ گزشتہ 12 سالوں سے سرانجام دے رہیں، اعتماد کی دنیا میں عوامی میرج سنٹر کا نام نہیں کام اور معیار ہے، اس لیے صرف والدین حضرات رابطہ کر سکتے ہیں۔

(2) مسئلہ آپ کا رہنمائی ہماری

ملک بھر میں مساجد، مدارس کے لیے مدرس، خطیب اور خادم کی ضرورت کے سلسلہ میں ہم نے اپنے ادارہ "مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث" کے تحت رابطہ سروس کا آغاز کیا ہے، خواہش مند دونوں فریقین اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ رابطہ سروس صرف دفتری اوقات میں یہ خدمت فی سبیل اللہ ہے۔

(حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کوٹرادھا کشن 0301-4481583)

ضرورت امام وخطیب

مدرسہ ہذا کو ایک بہترین خصوصیت کے حامل مدرس کی اشد ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات کا درج ذیل خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ ۱۔ بہترین منزل کا حافظ۔ ۲۔ سبع عشرہ کا قاری۔ ۳۔ خوش نما آواز۔ ۴۔ بااخلاق کردار۔ ۵۔ تجربہ کار خطیب ہو۔ (منجانب: حافظ محمد مسعود سلفی کوٹلی لوہاراں مغربی تحصیل وضلع سیالکوٹ 0303-4738638)

تقریب سعید

مورخہ 22 دسمبر کو جامع مسجد محمدی اہل حدیث شیخ کالونی فیصل آباد کے زیر اہتمام مدرسہ تحفیظ القرآن میں زیر تعلیم طلبہ جن کی منزل پایہ تکمیل کو پہنچی تو آخری سبق قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی نے پڑھایا۔

نئے حفاظ کرام کے نام: نوید الرحمٰن، محمد نعمان، توصیف الرحمٰن اور آخر میں حفاظ کو گوہند ونصائح کیں اور شعبہ کے مدرس قاری حمد شاکر علوی، قاری حبیب اللہ بسمل کی محنت شاقہ کو سراہا اور انتظامیہ مدرسہ ہذا کی محنت کو داد تحسین پیش کی۔ (قاری حبیب اللہ بسمل امام جامع مسجد محمد اہل حدیث)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون میر مسئول (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ 6581025 (042)
تنظیم اھلحدیث
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی و رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ　　تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم ، 2۔ درس نظامی ، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ ، 4۔ دار الافتاء ، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ ، 7۔ دعوت والارشاد ، 8۔ کمپیوٹر لیب ، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام ، ادویات ، صابون ، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی و رہائشی بلاک ، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230